از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 22 اپریل 1954

رونالڈ ووڈ میتھمز

بنام

دی سٹیٹ آف ویسٹ بنگال

(منسلک اپیلوں کے ساتھ)

[مہر چند مہاجن چیف جسٹس، ایس آر داس، بھگوتی، جگنّدھاداس اور وینکٹاراما ائیر جسٹس صاحبان]

مجموع ضابطہ فوجداری (ایکٹ V، سال 1898)، دفعہ 257- دفاعی ثبوت پیش کرنے کے موقع کی عدم موجودگی- کا اثر- اس سلسلے میں عدالت کا فرض۔

اگر ملزم کو بغیر کسی غلطی کے مجموع ضابطہ فوجداری 1898 کی دفعہ 257 کی لازمی کی توضیعات تحت اپنا ثبوت پیش کرنے کا معقول موقع نہیں دیا گیا ہے، تو کوئی منصفانہ مقدمہ نہیں ہوتا ہے اور ملزم کو مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا، حالانکہ استغاثہ کا ثبوت خود ہی اس کے خلاف ایک مضبوط مقدمہ قائم کرنے کا رجحان رکھتا ہے۔

انصاف کو یقینی بنانے کے لیے بنائے گئے طریقہ کار کے اصولوں کا احتیاط سے مشاہدہ کیا جانا چاہیے اور عدالتوں کو یہ دیکھ کر حسد ہونا چاہیے کہ ان کی خلاف ورزی نہ ہو۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 9، 13، 14 اور 15، سال 1952۔

فوجداری اپیل نمبر 350، سال 1946 میں کلکتہ میں بااختیارِ عدالتِ عالیہ کے 14 جولائی 1947 کے فیصلے اور حکم سے 13 نومبر 1947 کو پریوی کونسل کی طرف سے خصوصی اجازت کی منظوری کے بعد منتقلی پر اپیل اور آئین ہند کے آرٹیکل 134(1)(c) کے تحت اپیل 6 ستمبر 1951

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

کے فیصلے اور حکم سے، کلکتہ میں با اختیارِ عدالتِ عالیہ کی فوجداری اپیل نمبر 340، 341 اور 351، سال 1946 اور گورنمنٹ اپیل نمبر 19، سال 1946 میں اپیل۔

فوجداری اپیل نمبر 9 میں اپیل کنندہ کے لیے این سی چکرورتی، اے کے مکھرجی اور سو کمار گھوش۔

اے کے باسو، (گنپت رائے، اس کے ساتھ) فوجداری اپیل نمبر 13 میں اپیل کنندہ کے لیے۔

فوجداری اپیل نمبر 14 میں اپیل کنندہ کے لیے اے کے دت اور گنپت رائے۔

فوجداری اپیل نمبر 15 میں اپیل کنندہ کے لیے سو کمار گھوش۔

تمام اپیلوں میں جواب دہندگان کے لیے بی سین، اے ایم چٹرجی اور پی کے بوس۔

22.1954 اپریل۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس وینکٹارامااییر نے سنایا۔

یہ کلکتہ کی عدالت عالیہ کے ان فیصلوں کے خلاف اپیلیں ہیں جن میں اپیل گزاروں کو حکومت کو دھوکہ دینے کی سازش اور رشوت کے الزامات میں سزا سنائی گئی ہے۔ حقائق، جہاں تک وہ مادی ہیں، مختصر طور پر بیان کیے جا سکتے ہیں۔ اپیل کنندہ، ایس کے دت نے برٹش انڈیا کنسٹرکشن کمپنی کے نام اور انداز کے تحت بلڈنگ کنٹریکٹر کے طور پر کاروبار کیا۔ اس فرم کی ایسنسول میں ایک شاخ تھی جو، مادی تاریخوں پر، اپیل کنندہ جے کے بوس کی ذمہ دار تھی۔ مئی 1942 میں، فوج نے اس علاقے میں ڈمپ اور سڑکوں کی تعمیر شروع کی، اور اپیل کنندہ، آر ڈبلیو ماتھمز، جو ایسنسول میں گیریسن انجینئر تھے، کو اس کا انچارج بنایا گیا، اور اپیل کنندہ، پی سی گھوش، ان کے ماتحت نگران کے طور پر کام کر رہے تھے۔ 10 مئی 1942 کو یا اس کے قریب، ایس کے دت کو ایسنسول کے قریب برن پور نامی جگہ پر ڈمپ کی تعمیر کا حکم دیا گیا۔ ان کاموں کو جون اور جولائی 1942 میں انجام دیا گیا، اور اس کے لیے ایس کے دت کو 1,74,000 روپے کی رقم ادا کی گئی۔ استغاثہ کا مقدمہ یہ ہے کہ یہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

رقم اصل میں کیے گئے کاموں کے لیے اس کی واجب الادا رقم سے تقریباً 56,000 روپے زیادہ تھی، اور یہ کہ اس اضافی رقم کی واپسی سے بچنے کے لیے، اپیل گزاروں نے ایک سازش کی، جس کے تحت ایس کے دت کو سڑکوں کی تعمیر کے لیے دعوی کرنا تھا جو کہ ایک حکم پر عمل درآمد کے لیے کیا گیا تھا جسے آر ڈبلیو ماتھمز نے جاری کرنا تھا: پی سی گھوش کو اس سڑک کی پیمائش کرنی تھی جس کے تعمیر ہونے کا دعوی کیا گیا تھا، اور بل کو اس رقم سے زیادہ کے لیے منظور کیا جانا تھا جو اصل میں ادا کی گئی تھی۔ اس اسکیم کے مطابق، ایس کے دت نے 28 جنوری 1943 کو "اسٹور ڈمپ ایریا کے اندر اضافی کام" کے لیے ادائیگی کا دعوی کرتے ہوئے نمائش 19 لکھی۔ آر ڈبلیو ماتھمز نے 7 جولائی 1942، نمائش 10 کا حکم جاری کیا، جس میں سڑکوں کی تعمیر کے لیے ایس کے دت کو حکم دیا گیا۔ پی سی گھوش نے 15 مارچ 1943 کو 0-14-1,89,458 روپے کے لیے حتمی بل، نمائش 6 تیار کیا، اور اسے آر ڈبلیو ماتھمز نے منظور کیا۔ استغاثہ کے لیے کہا گیا ہے کہ جو سڑکیں مبینہ طور پر اپیل کنندہ ایس کے دت نے تعمیر کی تھیں، در حقیقت وہ فوج نے تعمیر کی تھیں، اور یہ کہ آر ڈبلیو ماتھمز کا حکم جس کی تاریخ 7 جولائی 1942 ہے، در حقیقت مارچ 1943 میں کسی وقت وجود میں آیا تھا۔ استغاثہ کے لیے مزید کہا گیا ہے کہ مذکورہ بل کو منظور کرنے کے لیے آر ڈبلیو ماتھمز اور پی سی گھوش کو 30,000 روپے رشوت دینے پر اتفاق کیا گیا تھا، کہ ایس کے دت نے وہ رقم چیک کے ذریعے جے کے بوس کو 16 مارچ 1943 کو بھیجی تھی، اور یہ کہ 17 مارچ 1943 کو آر ڈبلیو ماتھمز کو 18,000 روپے اور پی سی گھوش کو 12,000 روپے غیر قانونی تسکین کے طور پر ادا کیے گئے تھے۔ اس کے مطابق اپیل گزاروں پر حکومت کو دھوکہ دینے کی سازش اور رشوت لینے کا الزام عائد کیا گیا۔

اپیل گزاروں نے سازش کی تردید کی۔ انہوں نے کہا کہ سڑکیں در حقیقت ایس کے دت نے تعمیر کی تھیں۔ 30000 روپے کے چیک کے حوالے سے، ایس کے دت اور پی سی گھوش کا معاملہ یہ تھا کہ یہ رقم ذیلی ٹھیکیداروں کو ادائیگی کے لیے درکار تھی، جنہوں نے ایس کے دت کے تحت سڑکیں تعمیر کی تھیں، اور یہ کہ در حقیقت اسے اس مقصد کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ انہوں نے نمائش 27 سلسلہ تیار کی، جو رسیدیں ہیں جن پر کئی ذیلی ٹھیکیداروں نے دستخط کیے ہیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مقدمے کی سماعت کرنے والے خصوصی ٹریبونل نے 9 مئی 1946 کو اپنا فیصلہ سنایا، جس میں اپیل گزاروں کو سازش کے الزام میں بری کیا گیا لیکن انہیں رشوت کے جرم میں سزا سنائی گئی۔ اس فیصلے کے خلاف اپیلوں کو رشوت کے الزام میں ان کی سزا کے خلاف اور سازش کے الزام میں بری ہونے کے خلاف حکومت کی طرف سے کلکتہ کی عدالت عالیہ میں لے جایا گیا۔ 14 جولائی 1947 کے اپنے فیصلے کے ذریعے، فاضل ججوں (کلو اور ایلس جسٹس صاحبان) نے اپیل گزاروں کی اپیلوں کو مسترد کر دیا، اور حکومت کی اپیل کی اجازت دے دی۔ نتیجے میں، اپیل گزاروں کو سازش اور رشوت دونوں کے الزامات میں مجرم قرار دیا گیا۔

آر ڈبلیو ماتھمز نے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کے لیے پریوی کونسل میں درخواست دی، اور 13 نومبر 1947 کے ایک حکم کے ذریعے، اپیل صرف اس سوال پر قبول کی گئی کہ آیا مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197 کے تحت منظوری کی کمی کی وجہ سے استغاثہ برا تھا۔ اپیل گزاروں، ایس کے دت، جے کے بوس اور پی سی گھوش نے حکومت ہند ایکٹ کی دفعہ 205 کے تحت ایک سرٹیفکیٹ کے تحت وفاقی عدالت میں اپیل کی، اور چونکہ ان کی اپیل میں منظور کردہ حکم موجودہ اپیلوں میں دلیل کی بنیاد بناتا ہے، اس لیے کچھ تفصیل سے اس کا حوالہ دینا ضروری ہو جاتا ہے۔

وفاقی عدالت میں اپیل گزاروں کی طرف سے دلیل دی گئی بنیادوں میں سے ایک یہ تھی کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 257 کے تقاضوں کی تعمیل نہیں کی گئی تھی، اور اس کے مطابق کوئی منصفانہ مقدمہ نہیں ہوا تھا۔ جن حقائق پر یہ اعتراض مبنی تھا وہ یہ ہیں: یہ شکایت 7 جون 1945 کو درج کی گئی تھی۔ استغاثہ کی طرف سے گواہوں سے پوچھ گچھ 6 ستمبر 1945 کو شروع ہوئی، اور یہ 29 مارچ 1946 کو کئی بار ملتوی ہونے کے بعد اختتام پذیر ہوئی۔ 27 مارچ 1946 کو اپیل کنندہ جے کے بوس نے دفاع کے لیے جانچ پڑتال کے لیے 15 گواہوں کی فہرست دائر کی۔ ان میں سے زیادہ تر ایسے افراد تھے جن پر الزام ہے کہ انہوں نے رسیدیں دی تھیں، نمائش 27 کی سلسلہ، ان کے ذریعے کیے گئے کاموں کی تعمیر کے لیے رقم کی ادائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے۔ اس پر، اپیل گزاروں اور ان کے وکلاء کی عدم موجودگی میں، 29 مارچ 1946 کو ایک حکم منظور کیا گیا، کہ سمن 8 اپریل 1946 کو جاری کیے جا سکتے ہیں، اس سوال پر فیصلہ محفوظ رکھتے ہوئے کہ آیا گواہ اس تاریخ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

کے لیے ضروری تھے۔ سمن کوڈ کے دفعہ 68 اور 69 کے ذریعہ مقرر کردہ انداز میں نہیں بلکہ عام ڈاک کے ذریعے بھیجے گئے تھے۔ جب 8 اپریل 1946 کو معاملہ اٹھایا گیا تو پتہ چلا کہ دو لفافے ڈیڈ لیٹر آفس سے واپس آئے تھے، اور باقی کے بارے میں، یہ ظاہر کرنے کے لیے کچھ نہیں تھا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ اس صورت حال میں، ٹریبونل نے ایک حکم جاری کیا کہ مزید کوئی عمل جاری نہیں کیا جائے گا، اور اس کے بعد مقدمے کا فیصلہ ریکارڈ پر موجود شواہد پر کیا گیا، اور اپیل گزاروں کو رشوت کے الزام میں سزا سنائی گئی۔

ان حقائق پر، وفاقی عدالت سامنے یہ دعوی کیا گیا کہ ٹریبونل کی طرف سے اپنایا گیا طریقہ کار ضابطہ اخلاق کی دفعہ 257 کی خلاف ورزی ہے، اور یہ ایک سنگین بے ضابطگی کے مترادف ہے۔ اس اعتراض کو برقرار رکھتے ہوئے عدالت نے مشاہدہ کیا کہ دفعہ 257 اس کی توضیعات میں لازمی ہے، اس عمل کو اس میں مذکور وجوہات کے علاوہ مسترد نہیں کیا جاسکتا، کہ ایسی کوئی وجوہات موجود نہیں ہیں، اور یہ کہ ٹریبونل کا 8 اپریل 1946 کا حکم، جس میں عمل جاری کرنے سے انکار کیا گیا تھا، اس کے مطابق غیر قانونی تھا۔ یہ مزید مشاہدہ کیا گیا کہ جن گواہوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ مادی ہوں گے، کیونکہ ان کے ثبوت، اگر قبول کیے جاتے ہیں، تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ نمائش 27 سلسلہ حقیقی تھی، اور یہ سازش اور رشوت دونوں کے الزامات کے سلسلے میں استغاثہ کے مقدمے کے خلاف بغاوت کرے گی۔ عدالت نے اس کے مطابق سزاؤں کو کالعدم قرار دیا، اور ہدایت دی کہ اپیل کی دوبارہ سماعت "اپیل کنندہ نمبر 2 (جے کے بوس) کو ایسے اقدامات کرنے کا معقول موقع دینے کے بعد کی جانی چاہیے جو وہ 27 مارچ کی فہرست میں مذکور گواہوں کی حاضری کو نافذ کرنے کے لیے قانون میں لینے کا حقدار ہو، اور ان میں سے ایسے گواہوں کے شواہد پر غور کرنے کے بعد جو عدالت سامنے پیش ہو سکتے ہیں"۔

یہ فیصلہ 23 اپریل 1948 کو منظور کیا گیا۔ جب اس فیصلے کے مطابق معاملہ کلکتہ کی عدالت عالیہ میں واپس چلا گیا تو اس عدالت نے 2 اگست 1948 کو ایک حکم جاری کیا، جس میں اپیلوں کی سماعت کو پریوی کونسل کی طرف سے آر ڈبلیو ماتھمز کی اپیل کے نمٹارے تک ملتوی کر دیا گیا۔ اس کے بعد بھارت کی آزادی آئی، اور آر ڈبلیو ماتھمز کی اپیل بالآخر پریوی کونسل سے نمٹانے کے لیے اس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

عدالت میں منتقل کر دی گئی۔ چونکہ آر ڈبلیو ماتھمز کی اپیل کی صحیح حیثیت سے متعلق معلومات کا کچھ عرصے سے فقدان تھا، اور چونکہ اس اپیل کی سماعت کا امکان دور ظاہر ہوا، عدالت عالیہ نے 9 اپریل 1951 کو ایک حکم جاری کیا، کہ ریمانڈ شدہ اپیلیں 11 جون 1951 کو سماعت کے لیے لی جائیں گی، کہ اپیل گزار 27 مارچ 1946 کی فہرست میں مذکور گواہوں کی جانچ کے لیے ضروری اقدامات کریں، اور یہ کہ دفتر ان گواہوں کی حاضری کو محفوظ بنانے کے لیے اقدامات کرے، سوائے اس کے جو مشرقی پاکستان میں تھے۔ اس کے مطابق یہ فہرست 8 مئی 1951 کو درج کی گئی تھی۔ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ 27 مارچ 1946 کی فہرست میں جن 15 افراد کے ناموں کا ذکر کیا گیا تھا، ان میں سے صرف چھ افراد کا پتہ حاصل کرنا ممکن تھا، اور باقی کے لیے ان کے ٹھکانے کا پتہ لگانا ممکن نہیں تھا، کیونکہ وہ زیادہ تر اس وقت ایسنسول ہجرت کر گئے تھے جب کام جاری تھا اور تب سے وہ اس جگہ سے چلے گئے تھے۔ ان چھ افراد میں سے جن کے پتے دیے گئے تھے، بی سی مکھرجی اور آر کے پال کو عدالت میں پیش کیا گیا اور ان سے پوچھ گچھ کی گئی۔ تیسرا گواہ چھوڑ دیا گیا، کیونکہ وہ تحریر کا ماہر تھا۔ چوتھا گواہ لیاقت حسین مشرقی پاکستان ہجرت کر گیا تھا، اور اس کے خلاف کوئی کارروائی جاری نہیں کی جا سکی۔ ایک اور گواہ سینچر مستری کا ہسپتال میں انتقال ہو گیا تھا۔ جہاں تک چھٹے گواہ، ساشی ناتھ ڈی کا تعلق ہے، سمن پر توثیق یہ تھی کہ وہ جگہ چھوڑ چکا تھا، اور یہ کہ یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں گیا تھا۔ 6 ستمبر 1951 کے اپنے فیصلے کے ذریعے ریمانڈ پر اپیل کی سماعت کرنے والے فاضل ججوں نے کہا کہ شواہد کی بنیاد پر سازش اور رشوت دونوں کے الزامات ثابت ہو چکے ہیں، اور اپیل گزاروں، ایس کے دت، جے کے بوس اور پی سی گھوش کو مناسب دفعات کے تحت مجرم قرار دیا۔ یہ معاملہ آئین کے آرٹیکل 134(c) کے تحت عدالت عالیہ کے سرٹیفکیٹ کے تحت خصوصی اجازت پر ہمارے سامنے آتا ہے۔

ان اپیلوں کی حمایت میں دلیل یہ ہے کہ اپیل گزاروں کے مقدمے کو اس حقیقت کی وجہ سے خراب کیا گیا تھا کہ انہیں اپنے گواہوں سے پوچھ گچھ کرنے کا کوئی معقول موقع نہیں ملا تھا، اور اس کے مطابق ان کی سزایں درست نہ تھیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ شکایت معقول ہے۔ اپنے 23 اپریل 1948 کے فیصلے کے ذریعے، وفاقی عدالت نے فیصلہ کیا کہ ٹریبونل کا 8 اپریل 1946 کا حکم،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

جس میں 27 مارچ 1946 کو فہرست میں مذکور گواہوں کے لیے کارروائی جاری کرنے سے انکار کیا گیا تھا، مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 257 کی خلاف ورزی تھی، کہ ان گواہوں کے ثبوت سازش اور رشوت دونوں کے الزامات کی تردید کے لیے مادی ہوں گے، اور اس کے مطابق اپیل گزاروں کو ان گواہوں سے پوچھ گچھ کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے۔ اس حکم پر، واحد سوال جس کا فیصلہ کیا جانا ہے وہ یہ ہے کہ کیا اپیل گزاروں کو ایسا موقع ملا جب ریمانڈ کے حکم کے مطابق اپیل کی دوبارہ سماعت کی گئی تھی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ عدالت عالیہ کے 2 اگست 1948 کے حکم کی وجہ سے، اپیل کو فوری طور پر سماعت کے لیے نہیں لیا گیا جیسا کہ اسے ہونا چاہیے تھا، اور یہ کہ صرف 8 مئی 1951 کو ہی اپیل گزاروں کے لیے اس معاملے میں اقدامات کرنا ممکن تھا۔ لیکن اس وقت تک صورتحال 1 میں یکسر تبدیلی آچکی تھی۔ اپنی درخواست میں، اپیل گزاروں نے کہا کہ زیادہ تر گواہوں کے ٹھکانے کا پتہ نہیں چل سکا، اور اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے کہ برن پور، جہاں کاموں کو انجام دیا جانا تھا، ریاست کے ایک کونے میں واقع ایک چھوٹی سی بستی ہے، اور یہ صرف فوجی سرگرمیوں کی وجہ سے نمایاں ہوئی۔ ٹھیکیدار اور ذیلی ٹھیکیدار فوجی کاموں کو انجام دینے کے لیے ہر طرف سے اس جگہ پر جمع ہوتے تھے، اور جب صورتحال بدل گئی تو ان کے وہاں سے جانے میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے، جیسا کہ اس نے 1945 کے آخر تک جنگ کے اختتام پر کیا تھا۔ اور مزید پیچیدگی پیدا ہوگئی۔ 1947 میں بھارتیہ آزادی ایکٹ کے نتیجے میں دو ڈومینین وجود میں آئے اور بنگال کی تقسیم ہوئی۔ اس بات کا امکان نہیں ہے کہ ان میں سے کچھ ٹھیکیداروں کا تعلق مشرقی پاکستان سے تھا یا وہ وہاں آباد ہوئے تھے۔

یہ کہ 27 مارچ 1946 کو دی گئی گواہوں کی فہرست، تمام فرضی نہیں تھی، اس حقیقت سے ثابت ہوتی ہے کہ ان میں سے دو نے اصل میں دوبارہ سماعت میں ثبوت دیا تھا اور تیسرا ہسپتال میں دم توڑ گیا تھا۔ جب فہرست میں مذکور کچھ گواہ حقیقی افراد ثابت ہوتے ہیں، تو ایسا کوئی مواد نہیں ہوتا جس پر اس بات کی تصدیق کی جاسکے کہ دیگر فرضی افراد ہیں۔ درحقیقت، دو گواہوں، کھرجی اور پال کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے ان ذیلی ٹھیکیداروں میں سے کچھ کو دیکھا تھا جن کے نام نمائش 27 سیریز میں ظاہر ہوتے ہیں، دراصل وہاں کام کر رہے تھے۔ فاضل ججوں نے اپنے شواہد کو اس بنیاد پر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مسترد کر دیا ہے کہ وہ عہدے دار نہیں ہیں؛ لیکن اس سوال پر کہ آیا اپیل گزاروں نے نمائش 27 سیریز کے تحت ذیلی ٹھیکیداروں کو ادائیگی کی تھی، بہترین ثبوت صرف ان افراد کا ہی ہو سکتا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں گواہ سچ نہیں بول رہے ہوں جب وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے فہرست میں مذکور دیگر افراد کو سڑکوں پر کام کرتے دیکھا ہے، اور یہ ممکن ہے کہ وہ افراد فرضی ہوں۔ لیکن یہ بھی اتنا ہی ممکن ہے کہ وہ حقیقی افراد ہوں، جن کے ٹھکانے کا پتہ ان غیر معمولی حالات میں نہیں لگایا جا سکا جنہوں نے مداخلت کی تھی۔ چونکہ تسلیم شدہ طور پر ان میں سے تین حقیقی ہیں، اس خیال پر عمل کرنا غیر محفوظ ہو گا کہ دوسرے فرضی ہونے چاہئیں، اور اگر وہ حقیقی افراد ہیں جن سے اپیل گزاروں کی غلطی کے بغیر جانچ نہیں کی جا سکتی، تو سنگین ناانصاف کے نتیجے میں ملزم کو ان گواہوں کے ثبوت کے بغیر سزا دی جائے گی۔ اس صورت حال کے لیے، اپیل کنندگان ذمہ دار نہیں ہیں۔ یہ 8 اپریل 1946 کو ٹریبونل کی طرف سے منظور کیے گئے غلط حکم کا نتیجہ تھا، جس میں عمل جاری کرنے سے انکار کیا گیا تھا اور 2 اگست 1948 کے عدالت عالیہ کے حکم نے آر ڈبلیو ماتھمز کی اپیل کے نمٹارے تک اپیل ملتوی کر دی تھی۔

اس نتیجے پر پہنچنے پر کہ اپیل گزاروں کا جرم ثابت ہو چکا تھا، فاضل جج بل کی منظوری سے متعلق خط و کتابت سے بہت متاثر تھے، خاص طور پر ایس کے دت کا 23 جنوری 1943 کا خط، جو جولائی 1942 میں کام کی تکمیل کے درمیان طویل وقفہ تھا، اور نمائش 27 سلسلہ کے تحت مبینہ ادائیگیاں جو 17 مارچ 1943 کے بعد تھیں، اور مختلف دیگر حالات، جنہوں نے استغاثہ کے لیے کیس کو ممکنہ بنا دیا۔ یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ ریکارڈ پر موجود ثبوت اپیل گزاروں کے خلاف ایک مضبوط مقدمہ قائم کرتے ہیں۔ لیکن پھر، یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جس کی وہ تردید کرنے کے حقدار ہیں، اور اگر، جیسا کہ وفاقی عدالت نے فیصلہ دیا تھا، نمائش 27 سلسلہ اس معاملے کی تردید کے لیے اچھا مواد پیش کرے گی، تو عدالت نے ان دستاویزات سے منسلک گواہوں کے معائنے کے لیے عمل جاری کرنے سے انکار کر کے، اپیل گزاروں کو اس کی تردید کرنے کے موقع سے محروم کر دیا ہے۔ اپیل کنندہ دلیل کی خوبیوں کے بارے میں کوئی بھی جو کچھ بھی سوچ سکتا ہے، انہیں اپنا ثبوت پیش کرنے کا موقع دیے بغیر سزا نہیں دی جا سکتی، اور یہ کہ ان سے انکار کیے جانے کے بعد، کوئی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

منصفانہ مقدمہ نہیں ہوا ہے، اور اپیل کنندگان، ایس کے دت، جے کے بوس اور پی سی گھوش کی سزا ثابت نہیں ہو سکتی۔ نتیجہ بدقسمت ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ انصاف کو یقینی بنانے کے لیے بنائے گئے طریقہ کار کے اصولوں پر سختی سے عمل کیا جائے، اور عدالتوں کو یہ دیکھ کر حسد ہونا چاہیے کہ ان کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اپیلوں کی اجازت دی جائے گی، اور اپیل گزاروں کو بری کر دیا جائے گا۔

پھر آر ڈبلیو ماتھمز کی اپیل باقی ہے۔ یہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے کہ 13 نومبر 1947 کے ایک حکم نامے کے ذریعے، پریوی کونسل نے انہیں اپیل کرنے کی خصوصی اجازت دی تھی، جو اس سوال تک محدود تھی کہ کیا مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197 کے تحت منظوری نہ ملنے کی وجہ سے کارروائی درست نہ تھی۔ 5 اگست 1948 کے ایک مزید حکم کے ذریعے، پریوی کونسل نے اپیل کنندہ کو یہ دلیل اٹھانے کی اجازت دے کر اپیل کے دائرہ کار کو بڑھا دیا کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 257 کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ یہ وہ دو نکات ہیں جو اس کی اپیل میں تعین کے لیے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سوال کہ آیا سازش اور رشوت کے الزامات پر اپیل کنندہ کے خلاف کارروائی شروع کرنے کے لیے دفعہ 197 کے تحت منظوری ضروری تھی، اب ایچ ایچ بی گل بنام دی کنگ ([1]) اور فنیندرا چندر نیوگی بنام دی کنگ ([2]) میں عدالتی کمیٹی کے فیصلوں سے اختتام پذیر ہوتا ہے، اور اس کا جواب منفی میں دیا جانا چاہیے۔ یہ سوال کہ آیا مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 257 کی خلاف ورزی ہوئی تھی اور انکاریا منصفانہ مقدمے کی سماعت، پہلے سے دی گئی وجوہات کی بنا پر، مثبت جواب دیا جانا چاہیے، اور اپیل کنندہ کی سزا کو اس بنیاد پر الگ کر دیا جانا چاہیے۔ اس کی اپیل کی بھی اجازت دی جائے گی، اور اس کے حق میں بری ہونے کا حکم ہو گا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document